Lesson 6: At-Tawbah (Ayaat 64- 74): Day 20

سُوۡرَۃُ التَّوۡبَة کی تفسیر

آیت 64 کو دیکھتے ہیں؛

یَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ تُنَبِّئُهُمۡ بِمَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ قُلِ اسۡتَهۡزِءُوۡا‌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶۴﴾ یہ منافق ڈر رہے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان کے دلوں کے بھید کھول کر رکھ دے اے نبیؐ، ان سے کہو، "اور مذاق اڑاؤ، اللہ اُس چیز کو کھول دینے والا ہے جس کے کھل جانے سے تم ڈرتے ہو" ﴿۶۴﴾

منافق چور دروازوں سے آکر اسلام دُشمنی کرتے ہیں۔ وہ چھُپ چھُپ کر وار کرتے ہیں۔ اُن کو ڈر ہوتا ہے کہ اُن کی دین سے دشمنی ظاہر نہ ہو جائے۔ وہ دل کی بات چھپا کر رکھتا ہے۔ اس لئے وہ قرآن کی محفل میں شامل نہیں ہوتا یعنی وہ قرآن سے دُور ہوتا ہے۔

ایک تو وہ قرآن سیکھنے آتا ہی نہیں دوسرا وہ اِس بات سے ڈرتا ہے کہ کوئی ایسی آیت یا سورت نازل نہ ہو جائے جس میں اُس کا پول کھل جائے۔ یعنی مسلمانوں کو اُس دل کی کیفیت نہ پتا چل جائے۔

مثال: ایک شکی مزاج بندہ بیوی پر شک کرتا ہے۔ اگر کسی دن بیوی کسی مجبوری کی وجہ سے شوہر کو بتائے بغیر والدین کو ملنے چلی جاتی ہے۔ بیوی اُس دن رات تک ڈرتی رہے گی کہ شوہر کو پتا نہ چل جائے۔ جب دل میں کھوٹ ہوتی ہے تو انسان بات کھلنے سے ڈرتا ہے۔

بعض اوقات لوگ عام حالات میں بھی ایک دوسرے پر شک کرتے ہیں یا بد گمانی کرتے ہیں۔ ساس سوچتی ہے بہو نے یہ کہا ہو گا۔ بہو سوچتی ہے میری ساس میرے خلاف باتیں کرتی ہے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اپنے دل صاف رکھیں۔ مومن کو کوئی دھڑکا نہیں ہوتا۔ مومن خود مخلص اور صاف دل والا ہوتا ہے۔ مومن دوسروں کے بارے میں بُرا نہیں سوچتا اور نہ ہی بدگمانی کرتا ہے۔

قرآن اپنی فطری ترتیب کے لحاظ سے نازل ہو رہا تھا۔

میری آپ سب کے لئے دعا ہے کہ اللہ آپ کو قرآن کا فہم عطا کرے۔ آمین

آپ دسویں پارے پر ہیں۔ ابھی علم اور فہم کے لحاظ سے ابتدائی درجے پر ہیں۔ آپ کو دس سال کے بچے جتنی معرفت ملی ہے۔ آپ دیکھیں گی کہ جب آپ گیارہ سے بیس پارے پڑھیں گی تو قرآن آپ کو ایک ٹین ایجر نوجوان کی طرح ڈیل کرے گا۔ قرآن کی معرفت آپ کی قرآن کے ساتھ عمر کے لحاظ سے ملتی ہے۔ شروع میں کہانیاں ہیں۔ موسیٰ کی، آدمؑ کی، ابراہیمؑ کی۔

پھر میچیورٹی بڑھتی ہے۔ قرآن آپ کو فطری ماحول پر لے کر چلتا ہے۔ گیارھویں پارے سے آپ میں سنجیدگی آئے گی۔ ذمہ داری کا احساس شروع ہو گا۔

مثال: بچے کے ساتھ آپ کا رویہ فرق ہوتا ہے پھر جب وہ نوجوان ہوتا ہے تو آپ کی دوستی بڑھ جاتی ہے، آپ اپنے بچے سے مشورے بھی لیتی ہیں۔

لیکن منافق کا حال تو یہ ہے کہ وہ ہے تو ابھی بچّہ لیکن وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ اُس سے مشورے کریں۔ قرآن اُس کے مشورے سے نازل ہو۔ اُس کی بھی کوئی بات مانے۔ اُس کی مرضی چلنی چاہیئے:

آج آپ کو یہ بات بھی سمجھ آجانی چاہئیے کہ قرآن ترتیب کے لحاظ سے ہمیں ایسے کیوں دیا گیا؟ اس کو نزول کے حساب سے کیوں نہیں دیا گیا۔ سورتوں کی ترتیب ایسی کیوں ہے؟

یعنی کچھ لوگوں نے یہ تجربہ بھی کیا کہ پہلے مکی سورتیں پڑھائی جائیں پھر مدنی سورتیں۔

جو اللہ سبحان وتعالیٰ کی ترتیب ہے وہی بہترین ترتیب ہے۔ کیونکہ قرآن پہلے مشرکین کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس لئے اس وقت مکی سورتیں ہی نازل ہوئیں۔ آج ہم سب مسلمان ہی اس کو پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں زندگی گزارنے کے طریقے سیکھنے کے لئے مدنی سورتوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے قرآن کے شروع میں وہی آتی ہیں۔ طویل ترین البقرہ سورت آتی ہے۔

اس لئے منافق ڈرتے تھے کہ اُن کے دل کی بات ظاہر نہ ہو جائے۔ وہ ڈر کے مارے دین کی محفل میں نہیں جاتے تھے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے حق ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ سچ کو آنچ نہیں۔

'۔۔ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ ۔۔' علیہ (یعنی اللہ کے نبیؐ پر نازل) ہونے کی بجائے علیہم اِس لیے فرمایا گیا کہ منافقوں نے یہی سوچا کہ اللہ کے نبیؐ کوئی بات چھپاتے نہیں۔ جو جیسے نازل ہؤا وہ اللہ کے نبیؐ نے پڑھ کر سُنا دینا ہے اور وہ سب مسلمانوں کو پتا چل جائے گا۔

صحابہ کرامؓ کہتے تھے کہ اللہ کے نبیؐ نے ہمیں مکمل دین سکھا دیا تھا۔ یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ دین میں کسی ایک ایک پیروی ضروری ہے تو یہ صحیح بات نہیں۔ ہمیں صرف قرآن و سنت سے مکمل رہنمائی مل سکتی ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے ہر بات سکھائی اور بتائی تھی۔

تُنَبِّئُهُمۡ : ن ب ا۔ نبا۔ یعنی خبر۔ اُن کے دلوں میں نفاق اور روگ تھا۔

اسْتَهْزِءُوا : ھ ز ا۔ کسی کو حقیر جان کر اُس کا مذاق اُڑانا۔

یہ مذاق کسی طرح اُڑاتے تھے؟

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾

اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے، تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ان سے کہو، "کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اُس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی؟ ﴿٦٥﴾

کچھ منافق تبوک کے سفر پر ساتھ تو چلے گئے لیکن پھر مسلمانوں پر باتیں بناتے اور مذاق اُڑاتے۔

بلکہ واپسی پر اللہ کے نبی ﷺ پر قاتلانہ حملے کی کوشش بھی کی تھی۔

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

اب عذرات نہ تراشو، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے، اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو تو ہم ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے" ﴿٦٦﴾

كَفَرْتُم : آج بھی جو شخص جان بوجھ کر اللہ کے نبیؐ کا مذاق اُڑائے گا وہ کفر کے درجے پر ہے۔ جو اللہ کے نبیؐ کے بارے میں کوئی غلط بات کرے گا۔ توہینِ رسالت کرے گا وہ کافر ہے۔

آج غیر مسلم تو نبیؐ کے بارے میں نعوذ باللہ غلط بات کرتے ہیں لیکن اُن مسلمانوں کو دیکھیں جو سُنّتِ رسولؐ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جو داڑھی رکھنے پر مذاق بناتے ہیں۔ جو ٹخنوں سے اونچی شلوار پہننے پر ہنسی اور دل لگی کی بات کرتے ہیں۔

نَّعۡفُ: ع ف و۔ پھر اللہ یا تو اُن کو معاف کر دے گا۔ لیکن مجرمین کو ضرور سزا ملے گی۔

دو قسم کے لوگ۔

گروپ نمبر 1: ایک تو دِلی دشمنی اور نفرت کی وجہ سے مذاق اُڑاتے ہیں۔ اُن کو ضرور سزا ملے گی۔

گروپ نمبر 2 بھی ہوشیار رہیں جو ہنسی مذاق کرتے ہیں اور دیکھا دیکھی اسلامی شعائر کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

اگر کوئی جان بوجھ کر قرآن وسنّت کا مذاق اُڑائے تو اسلامی حکومت کو اُس کا نوٹس لینا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی دل لگی اور مذاق کرے تو اُس کا معاملہ اللہ پر ڈال دیں۔ اللہ اُس سے نپٹ لے گا۔ وہ انصاف کرے گا۔

یا کچھ منافق لوگ کہتے تھے کہ اتنے بڑے بڑے اور عقل مند سردار کیا غلط ہیں۔؟ یہ سارے غریب مسکین لوگ ایسے ہی نبی ﷺ کے پیچھے لگ گئے ہیں۔

اس کی مثال ایسے سمجھ لیں کہ اگر کوئی آج یہ کہے کہ فلاں اتنے بڑے سائنسدان، یا مشہور لوگ ہیں اگر اسلام سچا ہوتا تو وہ مسلمان نہ ہو جاتے۔

ایک صحابیؓ اُن کی یہ باتیں سُن رہے تھے۔ انھوں نے آ کر اللہ کے نبیؐ کو بتایا تو سب منافقین مکر گئے۔
اُس صحابیؓ نے دعا کی کہ یا اللہ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کر دِکھا۔ اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ نے ایک مومن کی سچائی ظاہر کر دی۔

ایک منافق کہہ رہا تھا کہ ہمارے یہ قرآن خواں لوگ بڑے پیٹو، اور بڑے فضول اور بڑے بزدل ہیں۔ نبی کریم کے پاس جب اس کا ذکر ہوا تو یہ عذر پیش کرتا ہوا آیا کہ یا رسول اللہ ! ہم تو یونہی وقت گزاری کے لیے ہنس بول رہے تھے، آپ نے فرمایا" :ہاں تمہارے ہنسی کے لیے اللہ تعالیٰ ورسول اور قرآن ہی رہ گیا ہے یاد رکھو! اگر کسی کو ہم معاف کر دیں گے تو کسی کو سخت سزا بھی دیں گے"،
اس وقت نبی کریم اپنی اونٹنی پر سوار جا رہے تھے یہ منافق آپ کی تلوار پر ہاتھ رکھے پتھروں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا یہ کہتا ہوا ساتھ جا رہا تھا، آپ اس کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے جس مسلمان نے اس کا یہ قول سنا تھا اس نے اسی وقت جواب بھی دیا تھا کہ تو بکتا ہے جھوٹا ہے تو منافق ہے۔
یہ واقعہ جنگ تبوک کے موقعہ کا ہے، مسجد میں اس نے یہ ذکر کیا تھا۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:16928)

تبوک جاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منافقوں کا ایک گروہ بھی تھا جن میں ودیعہ بن ثابت اور مخشی بن حمیر وغیرہ تھے۔ یہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ نصرانیوں کی لڑائی عربوں کی آپس کی لڑائی جیسی سمجھنا سخت خطرناک غلطی ہے اچھا ہے انہیں وہاں پٹنے دو پھر ہم بھی یہاں ان کی درگت بنائیں گے۔

اس پر ان کے دوسرے سردار مخشی نے کہا: "بھئی ان باتوں کو چھوڑو ورنہ یہ ذکر پھر قرآن میں آئے گا۔ کوڑے کھالینا ہمارے نزدیک تو اس رسوائی سے بہتر ہے"،

آگے آگے یہ لوگ یہ تذکرے کرتے جا ہی رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جانا ذرا دیکھنا یہ لوگ جل گئے ان سے پوچھو تو کہ یہ کیا ذکر کر رہے تھے؟ اگر یہ انکار کریں تو تو کہنا کہ تم یہ یہ باتیں کر رہے تھے"۔

سیدنا عمار صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر ان سے یہ کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عذر معذرت کرنے لگے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہنسی ہنسی میں ہمارے منہ سے ایسی بات نکل گئی۔

ودیعہ نے تو یہ کہا لیکن مخشی بن حمیر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ میرا اور میرے باپ کا نام ملاحظہ فرمائیے پس اس وجہ سے یہ لغو حرکت اور حماقت مجھ سے سرزد ہوئی معاف فرمایا جاؤں۔

(یعنی اس بات کا بہانہ کیا کہ دیکھیں میرا تو نام ہی ایسا ہے اس لئے غلط حرکت ہو گئی)

پس اس سے جناب باری تعالیٰ نے درگذر فرمالیا اور اس آیت میں اسی سے درگذر فرمانے کا ذکر بھی ہوا ہے اس کے بعد اس نے اپنا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا سچا مسلمان بن گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اپنی راہ میں شہید کر تا کہ یہ دھبّہ دُھل جائے چنانچہ یمامہ والے دن یہ بزرگ شہید کر دیئے گئے، اور ان کی نعش بھی نہ ملی، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ (سیرۃ ابن ہشام:122،121/4)

(بعض اوقات دل کے اچھے لوگوں کے منہ سے بھی غلط بات نکل سکتی ہے)۔

اپنی ذات کے دفاع سے اوپر اُٹھ کر دین کی خدمت کریں۔

ان منافقوں نے بطور طعنہ زنی کے کہا تھا کہ لیجئے کیا آنکھیں پھٹ گئیں ہیں اب یہ چلے ہیں کہ رومیوں کے قلعے اور ان کے محلات کو فتح کریں بھلا اس عقلمندی اور دور بینی کو تو دیکھئے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان کی ان باتوں پر مطلع کر دیا تو یہ صاف منکر ہو گئے اور قسمیں کھا کھا کر کہا کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی ہم تو آپس میں ہنسی کھیل کر رہے تھے۔

اللہ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی باتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

یاد رکھیں دین کی خدمت کا کوئی کام ہو تو کر دیں۔ نہ ہو سکے تو جو کر رہے ہیں اُن کے لئے دعا کریں۔

کوئی غلط بات منہ سے نہ نکالیں اور نہ ہی اپنی طرف سے رائے زنی کریں۔

بعض اوقات کوئی کفریہ بات منہ سے نکل سکتی ہے۔

آگے منافقت والی باتوں کا ذِکر ہے۔

آپ کو سبق کے شروع میں آج کے سبق کا ایک تھیم دیا تھا کہ نفاق کیسے ہوتا ہے؟ کیسے حالات میں ہوُا۔ منافق کے کیا رنگ ہوتے ہیں۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں ﴿۶۷﴾

سارے منافقین کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے۔ان کا آپس میں بڑا دِل لگتا ہے۔ ان کا مزاج ایک ہے۔ان کے مشغلے ایک جیسے ہیں۔ان کا ایک جیسا لائف اسٹائل ہوتا ہے۔اور یہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے ہیں۔یہ نفاق والی سرگرمیوں میں خوش رہتے ہیں۔یہ منافق کیسے ہیں؟

منافقت کی علامتیں؛

1. برائی کا حکم دیتے ہیں
2. اور بھلائی سے منع کرتے ہیں
3. اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں
4. یہ اللہ کو بھول گئے (تو اللہ بھی اِن کو بھلا دے گا۔اَدلے کا بدلہ)
5. یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں (منافقت کی ایک اور نشانی)

منکر۔جس چیز کا عقل اور شریعت انکار کرے۔جس کا طبیعت، فطرت، شریعت اور عقل انکار کرے۔مثال سچائی، وعدے کی پابندی، سب کو پسند ہے۔شراب سب کر بُری لگتی ہے۔جھوٹ جوُا سب کو برا لگتا ہے۔

یہ دو طرح سے ہوتے ہیں۔

منکرِ شرعی۔جس کا شریعت انکار کرے۔

منکری عقلی۔جس کا عقل انکار کرے۔

عموماً تو ایک ہی معنی ہیں۔شریعت اور عقل کے لحاظ دونوں طرح سے چیز ناپسندیدہ ہوتی ہے۔

لیکن کبھی کبھی عقل ہوشیار بنتی ہے۔ جس چیز کو شریعت منکر کہتی ہے۔ عقل اس کو صحیح سمجھ لیتی ہے۔ مثال: شریعت روزے کا حکم دیتی ہے تو عقل کہے کہ یہ تو ظلم ہے۔ اتنا لمبا روزہ۔ پیاس اور بھوک کا کیا فائدہ۔

معروف ہر وہ چیز جس کو عقل اور شریعت دونوں پسند کریں۔

سورت منافقون آیت 7 میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو ایک جملہ لکھا ہے؛

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٧﴾

یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو تا کہ یہ منتشر ہو جائیں حالانکہ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے، مگر یہ منافق سمجھتے نہیں ہیں ﴿۷﴾

منافق کے دل میں اللہ اور رسولؐ سے واجبی سی محبت ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات اللہ سے محبت ہوتی ہے لیکن نبیؐ سے نہیں ہوتی۔ تو منافق کو سنت اور حدیث پر عمل کرنا اچھا نہیں لگتا۔

آج کے پورے میڈیا کو دیکھ لیں۔ اخبار، ڈائجسٹ، میگزین منکر کو پروموٹ کر رہے ہیں اور معروف کو چھپایا جا رہا ہے۔ آج اُمتِ مسلمہ کے معاشرے کیا پروموٹ کر رہے ہیں؟ کیا حجاب یا فحاشی؟

ایک منافقت تو کوئی انسان انفرادی طور پر کرتا ہے لیکن ایک منافقت اجتماعی طور پر ہوتی ہے۔ سورت توبہ میں اسی اجتماعی منافقت کا ذِکر ہے۔

منافقت کی یہ بیماری ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ایک کے دل میں نفاق ہوتا ہے وہ اس کا علاج نہیں کرتا اور دوسروں سے ذِکر کرتا ہے۔پھر یہ آگے پھیلتی جاتی ہے۔یہ ایک Contagious Disease ہے۔یہ ایک وبا کی طرح پھیلتی ہے۔

پھر لوگ اس کا علاج نہیں کرتے۔لوگ معروف سے رُک جاتے ہیں۔

لوگ حجاب اور داڑھی والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔آج لوگ نیکی سے رُکے ہوئے ہیں۔بلکہ مولوی پر لطیفے بناتے ہیں۔لوگ دین اور دین والوں کو بُرا کہتے ہیں۔لوگ باتوں کے ڈر سے گناہ اور منکر نہیں چھوڑتے۔

نیکی کا حکم دینا آسان ہے۔نماز روزے کا کہیں تو وہ سُن لیتے ہیں۔خیرات بھی کرتے ہیں۔

لیکن جیسے ہی کسی کو منکر سے منع کیا جائے تو تو لوگ ناراض ہوتے ہیں۔یوں جیسے دُکھتی رَگ پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔لوگ گناہ نہیں چھوڑتے۔مجبوری کہہ کر کیئے جاتے ہیں۔

سو نیکیاں کرنی آسان ہے۔ایک گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔مثال؛لوگ سو پاؤنڈز صدقے میں دے دینگے لیکن حرام کمائی نہیں چھوڑتے۔

مثال:سو حلال چیزیں بیچتے ہیں لیکن ساتھ ایک حرام کی ملاوٹ رکھ کر کمائی حرام کر لیتے ہیں۔

آج نفاق کا کلچر عام ہے۔

عربی میں تین معنی ہیں؛فعلِ امر ہے۔1:حکم دینا۔2:مشورہ۔3:حوصلہ افزائی

منافق اِن تینوں طرح سے منافقت اور گناہ کرواتے ہیں۔

حکم والا نفاق بہت تھوڑا ہے۔ مشورے بھی کم ہیں۔ سب سے زیادہ حوصلہ افزائی والا منکر کروایا جاتا ہے۔ بطر، ریا، دکھاوا، شو آف۔ یہ سب منکر ہیں۔ نفاق کی علامتیں ہیں۔

اپنا محاسبہ کریں۔ کیا میں برائی کا حکم دیتی ہوں؟ کیا منکر کا مشورہ تو نہیں دیتی؟ کیا میں برائی کو پروموٹ کرتی ہوں؟ کیا حوصلہ افزائی کرکے منکرات کرواتی ہوں؟ یہ محاسبہ آپ کا قرآن پاک کے ختم میں۔ میلاد کی محفل میں نہیں ہوتا۔

قران پاک پڑھنا، سیکھنا، اور پھر اُس پر عمل کرنا معروف ہے۔

لیکن منکر یا نفاق کیا ہے کہ ساری زندگی جو مرضی کریں۔ کبھی کبھی قرآن خوانی یا میلاد کا آئٹم بھی زندگی میں شامل کرلیں۔ شادی کے شروع میں قرآن پاک پڑھوالیں۔ کھانا کھلا دیں۔ پھر ساری شادی کی رسمیں جیسے مرضی کریں۔ یہ نفاق ہے۔

اگر یہ کتاب تعویذ کے لئے ہوتی، قرآن صرف چومنے اور اونچی جگہ رکھنے کے لئے ہوتا۔ تو 23 سال میں قرآن نازل نہ ہوتا، ایک ہی دفعہ دے دیا جاتا۔

اللہ کے نبیؐ منکر سے منع کرتے تھے اسی لئے لوگوں کو اُن کی باتیں اچھی نہیں لگتی تھیں۔

آج اگر لوگ آپ کو باتیں بنائیں تو حوصلہ رکھیں۔ آپ انبیاء کرامؑ کی سنت پر ہیں۔ آپ کے درجات بلند ہونگے۔ انشاءاللہ

'۔۔وَيَقۡبِضُونَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ۔۔'نفاق کی ایک اور علامت کہ اپنی ذات پر جیسے مرضی خرچ کرتے ہیں تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتے ہیں۔

اسلام جمع کرنے سے نہیں روکتا۔اسی لئے زکوۃ کا نظام دیا گیا۔کہ جمع کرو لیکن سال بعد زکوۃ ادا کر دو۔ لیکن اصل مسئلہ ہے کہ اگر اسلام کو ضرورت پڑ جائے تو اللہ کی راہ میں نہ لگائیں۔

جب دین اسلام کو ضرورت ہو تو اللہ کی راہ میں لگا دیں۔ جو مال ہم اللہ سے بچاتے ہیں تو اللہ کہیں اور لگوا دیتا ہے۔ کبھی کوئی حادثے ہو جاتے ہیں۔ کبھی چوری ہو جاتا ہے۔

حدیث کا خلاصہ: قیامت کے نزدیک سونے کی ڈھیریاں پڑی ہونگی۔ ایک ہاتھ کٹے والا چور گزرے گا اور کہے گا کہ کاش انتظار کر لیتا تو یہ سونا تو مل ہی جانا تھا۔

منصوبے بنایا کریں۔ کہ اللہ کی راہ میں فلاں جگہ مال لگاؤں گا۔ دعا کیا کریں کہ یا اللہ مال دے لیکن مال کی محبت نہ دے۔مال میرے ہاتھوں میں رہے، دل میں نہ رہے۔ طمع اور حرص نہ رکھیں۔

2:'۔۔وَيَقۡبِضُونَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ۔۔'ایک دوسرے معنی بھی ہیں کہ اپنے آپ کو جہاد سے روکتے ہیں؛

اللہ کے راستے میں نیکی کے کام سے رکتے ہیں۔ محنت۔ مشقت اور جہاد سے رکتے ہیں۔

3:'۔۔وَيَقۡبِضُونَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ۔۔'اللہ کے دین کو سیکھنے سے رکتے ہیں۔نہ سیکھو نہ عمل کرنا پڑے۔

4:'۔۔وَيَقۡبِضُونَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ۔۔'واجب حقوق کی ادائیگی سے رکتے ہیں۔

منافق کیسے روکتا یا رُکتا ہے؟ دُنیاوی اعتبار سے منافق بڑا ہوشیار ہوتا ہے۔

لیکن دین پر عقل نہیں چلتی۔

منافق دین دار کو ہمدرد بن کر روکتے ہیں۔ دین داروں سے پیار جتلاتے ہیں۔ رحم دکھاتے ہیں۔ تنقید کرتے ہیں۔ منافق دیندار کو بیوقوف ظاہر کرتے ہیں۔

دعا کریں ہمارے اندر دین کی سچی محبت پیدا ہو جائے اور ہم منافقوں کے شر سے بچ جائیں۔ آمین

منافق اللہ کے دین سے کیسے رُکتے ہیں؟ انہیں اللہ یاد ہی نہیں۔ نماز بھول ہی گئے۔ نیکی کے کام بھول جاتے ہیں۔

اللہ اُن منافقین کو کہاں بھلا دے گا؟

1. دُنیا میں: اللہ اُن پر کوئی آزمائش نہیں ڈالے گا۔ دنیا میں عیش کر لیں۔ اللہ اُن کو ڈھیل دے گا۔
2. اللہ اُن کو مشکل میں ڈال دے گا۔ پھر انسان سوچتا ہے کس گناہ کی سزا ہے۔
3. موت کی سختی میں۔ نزع کی سختی سے۔ بعض اوقات ہلکے درجے کا نفاق موت کی سختی سے بھی معاف ہو جائے گا۔
4. قبر کے عذاب میں۔ اللہ انسان سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔
5. قیامت کا دِن۔ پچاس ہزار سال لمبا دن ہو گا۔ اللہ حساب ہی شروع نہیں کرے گا۔ پھر اللہ کے نبیؐ درخواست کرینگے کہ یا اللہ حساب شروع کریں۔ (اس کو شفاعتِ محمود کہتے ہیں)
6. کچھ منافقین کو اللہ جہنم میں پھینک کر بُھلا دے گا۔ وہ وہیں پڑے رہیں گے۔

منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہونگے۔ فسق بہت بڑا گناہ ہے۔ جان بوجھ کر چالا کی اور ہوشیاری سے اپنے آپ کو عقل مند سمجھ کر اللہ کی نافرمانی کرنا۔ اپنی طرف سے یہ سمجھنا کہ نعوذ باللہ، ہم بہت عقل مند ہے اللہ کو بھی پتا نہیں چلے گا۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ ہمیں ہر طرح کے نفاق سے محفوظ رکھے۔ آمین